معارفِ نسوان کے متعلق چند شبہات

سید مزمل حسین نقوی*
muzammalhussainnaqvi@gmail.com

کلیدی کلمات: شبہات، خواتین، محدثہ، بتول، مصحف

خلاصہ

علم وآگہی کے خزانے کی کلید سوال اور شبہ ہے۔اسی لئے اہل علم علمی سوالات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ خاص کر دین اور دینی شخصیات کے بارے میں شبہات کا جواب تلاش کرنا ہر صاحب ایمان کی ذمہ داری ہے۔ اس مقالے میں معارف نسواں کے بارے میں چند سوالات کا اختصار کے ساتھ جواب دینے کی سعی کی گئی ہے۔زمانہ رسالت کے بعد کے انسانوں کے لئے حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی اور آپ کی سیرت سے آشنائی کے صرف دو ہی راستے ہیں: قرآن اور اہلبیتؑ و صحابہ کرامؓ کے فرامین۔اہل بیت اطہارؑ کی اہم ترین شخصیت حضرت علیؑ ہیں جو اپنی ولادت سے لے کر وصال نبی ﷺ تک ہر لمحہ اور زندگی کے ہر اہم موڑ پر پیغمبر اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے ہیں۔لہٰذا حضرت علیؑ وہ ذات ہے جو ہمیں کماحقہ پیغمبر اکرم ﷺ کی ذات گرامی کا صحیح تعارف کرا سکتی ہے۔ حضرت علیؑ کے کلام میں عورت کو ناقص العقل کہا گیا ہے یہاں جس کا معنیٰ ومفہوم سمجھنے کی سعی کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ آپ کی زوجہ گرامی حضرت فاطمہؑ اس عالم رنگ وبو کی ایک عظیم ہستی ہیں۔اللہ تعالیٰ کے ہاں آپؑ کے کئی نام ہیں۔ان میں سے ایک محدثہ ہے۔آپ کو محدثہ اس لئے کہتے ہیں چونکہ ملائکہ آپؑ سے گفتگو کرتے تے۔ملائکہ آپؑ کو آئندہ رونما ہونے والے واقعات کے متعلق بتاتے تھے۔یہ واقعات امیر المؤمنینؑ قلمبند کرتے تھے اور انہیں کتابی شکل میں تحریر کرتے تھے۔بعد میں یہی کتاب مصحف فاطمہؑ کے نام سے مشہور ہوئی اور اب امام زمانہؑ کے پاس ہے۔حضرت فاطمہؑ کا ایک لقب بتول بھی ہے چونکہ آپ حسب ونسب میں افعال واقوال میں سیرت وکردار میں اور دوسری کئی خصوصیات میں دوسروں سے منفرد نظر آتی ہیں۔

مقدمہ

سوال اور شبہ علم کی کلید ہے ہر سوال اور شبہے کے پیچھے علم وآگہی کا خزانہ چھپا ہوتا ہے۔اسی لئے اہل علم علمی شبہات اور سوالات کو پسند کرتے ہیں اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ نیز عام لوگوں کے اذہان میں پیدا ہونے والے شبہات وسوالات کا جواب دینا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔خاص کر دین اور دینی شخصیات کے بارے میں شبہات وسوالات کا جواب تلاش کرنا ہر صاحب ایمان کی ذمہ داری ہے تاکہ وہ شبہات کی وادی سے گزر کر علم وآگہی کی وادی میں داخل ہو اور اپنی دینی معرفت میں اضافہ کرکے اپنے ایمان کی بنیادوں کو مستحکم بنا سکے۔ دوسری جانب اہل علم سے علمی ودینی شبہات اور سوالات کے تسلی بخش جواب کا تقاضا کرنا عوام الناس کا حق ہے اور اہل علم کا فرض کے وہ اہل ایمان کی دینی معرفت کی تکمیل کے لئے ان سوالات کا جواب تلاش کریں۔معارف نسواں کے بارے میں چند سوالات اور شبہات دیکھنے کو ملتے ہیں، جن کا اختصار کے ساتھ جواب دینے کی سعی کی گئی ہے۔

پہلا سوال یہ ہے کہ کیا عورت ناقص العقل ہے؟ جیسا کہ بعض دینی روایات میں اس بارے میں اشارہ ملتا ہے۔

یہ سوال یا علمی شبہ عمومی طور پر کیا جاتا ہے، جس کی وضاحت یہ ہے کہ خداوند کریم نے مرد اور عورت کو بنی نوع انسان کے دو حصوں کی مانند قرار دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ (1)

ترجمہ: "اسی نے نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کیا۔"

مرد کی طرح عورت کو بھی ایمان، نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ تمام عبادات کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ مرد کی طرح عورت کو بھی اعمال صالحہ کرنے پر اجر اور بُرے اعمال انجام دینے پر سزا دی جائے گی۔ مختصر یہ کہ اسلامی نکتہ نظر سے انسان ہونے کے ناطے عورت اور مرد

---

*۔مدرس و محقق، مدرسہ جامعۃ الرضا، بارہ کہو، اسلام آباد

برابر ہیں جو بھی صاحب تقویٰ ہو وہ دوسرے سے بہتر ہے۔ اگر مرد متقی ہے تو عورت سے بہتر ہے اور اگر عورت متقی ہے تو مرد سے بہتر ہے۔

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا۔ (2)

ترجمہ: "بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور اطاعت کرنے والے مرد اور اطاعت کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی عفت کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور خدا کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔"

البتہ کچھ روایات ایسی ملتی ہیں کہ ابتدائے نظر میں ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں عورت کو مرد کے مقابلے میں ناقص الدین اور ناقص العقل قرار دیا گیا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

معاشر الناس ان النساء نواقص الایمان نواقص الحظوظ نواقص العقول فامّا نقصان ایمانھن فقعودھن عن الصلاۃ والصیام فی ایام حیضھن واما نقصان عقولھن فشھادۃ امرایتین کشھادۃ الرجل واحد وامّا نقصان حظوظھن فمواریثھن علی الانصاف من مواریث الرجال۔ (نہج البلاغہ، خطبہ: ۸۰)

یعنی: "اے لوگو! عورتیں ایمان میں ناقص، حصوں میں ناقص اور عقل میں ناقص ہوتی ہیں۔ نقص ایمان کا ثبوت یہ ہے کہ حیض کے ایام میں انہیں نماز اور روزہ چھوڑنا پڑتا ہے اور ناقص العقل ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے۔ حصہ میں کمی یوں ہے کہ میراث میں ان کا حصہ مردوں سے آدھا ہے۔"

اگرچہ بعض افراد نے اسے امیر المؤمنین علیہ السلام کا فرمان ماننے سے انکار کیا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپؑ ایسی بات کریں جو قرآنی تعلیمات کے منافی ہو۔ ان افراد کی یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ اوّلاً تو یہ فرمان قرآنی تعلیمات کے منافی نہیں ہے دوسرا خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں بھی یہ بات موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواتین کی ایک جماعت کے قریب سے گزرے تو کھڑے ہوئے اور فرمایا:

یا معاشر النساء ما رأیت نواقص عقول ودین اذھب بعقول ذوی الالباب منکن انی قد رأیت انکن اکثر اھل النار یوم القیامۃ فتقربن الی اللہ عزوجل ما استطعتن فقالت امراۃ منھن یا رسول اللہ ما نقصان دیننا وعقولنا؟ فقال اما نقصان دینکن فالحیض الذی یصیبکن فتمکث احداکن ماشاء اللہ لا تصلی ولا تصوم واما نقصان عقولکن فشھادتکن انما شھادۃ المرأۃ نصف شھادۃ الرجل۔ (3)

یعنی: "اے گروہ خواتین میں نے عقل اور دین کے کمتر اور ناقص ہونے کے لحاظ سے تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا جو صاحبان عقل کی عقول کو ضائع کر دیتی ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے زیادہ تر خواتین جہنم میں جائیں گی۔ لہٰذا جہاں تک ہوسکے خدا کا قرب حاصل کرو۔"

ایک خاتون نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم کس طرح دین اور عقل کے لحاظ سے ناقص ہیں۔ فرمایا دین کے لحاظ سے اس طرح ناقص ہو کہ ایام حیض میں نماز اور روزہ ادا نہیں کر سکتیں جبکہ عقل کے لحاظ سے اس طرح ناقص ہو کہ عورت کی گواہی مرد کی گواہی کی آدھی ہے یعنی دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت بھی رسول خدا ﷺ سے مروی ہے کہ ایک خاتون رسول خدا ﷺ کے پاس آئی اور کہا کیوں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے؟ دو عورتوں کی میراث ایک مرد کے برابر ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا:

ان ذلك قضاء من ملك عدل حكيم لايجوز ولا يحيف ولا يتحامل ايتها المرأة لاينفعه ما منعكن ولا ينقصه مابذل لكن يدبر الامربعلمه يا ايتها المرأةلا نكن ناقصات الدين والعقل قالت يا رسول الله ﷺ وما نقصان ديننا؟

قال ان حداكن تقعد نصف دهرها لا تصلي بحيضة وانكن تكثرن اللعن وتكفرن النعمة تمكث احداكن عندالرجل عشر سنين فصاعدايحسن اليها وينعم عليها فاذا ضاقت يده يوماً او خاصمها قالت له ما رأيت منك خيراً قط۔ (4)

یہ اس مالک کا فیصلہ ہے جو عادل بھی ہے اور حکمت والا بھی، جو نہ ظلم کرتا ہے نہ اس سے کوئی غلط بات صادر ہوتی ہے۔ اے خاتون جس سے اس نے تمہیں منع کیا ہے اس سے وہ کوئی فائدہ نہیں حاصل کرنا چاہتا اور جو اس نے دیا ہے اس سے اسے کوئی نقصان نہیں ہوا لیکن اس نے یہ فیصلہ اپنے علم کی بنیاد پر کیا ہے۔ اے خاتون تم دین اور عقل کے لحاظ سے ناقص ہوتی ہو۔ اس نے پوچھا کہ دین کے لحاظ سے ہم کیسے ناقص ہیں۔ فرمایا تم میں سے ہر ایک حیض کی وجہ سے ایک طویل عرصہ نماز نہیں پڑھتی۔ کثرت سے لعنت کرتی ہو (دوسروں کو بُرا بھلا کہتی ہو) اور کفرانِ نعمت کرتی ہو۔ دس سال یا اس سے زیادہ عرصہ شوہر کے ساتھ رہتی ہو۔ وہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور اس کی ضروریات کو پورا کرتا ہے لیکن اگر کسی وقت اس کا ہاتھ تنگ ہو جائے تو اس سے جھگڑا کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے آج تک تجھ سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔

ان روایات کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے عورتوں کے متعلق یہ جملہ نہیں فرمایا۔ سند کے لحاظ سے مذکورہ روایت صحیح ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا آپ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ واقعاً مرد کی نسبت عورت دین اور عقل میں ناقص ہے اور یہ ان کے لئے ایک عیب ہے۔

بعض محققین کہتے ہیں کہ یہ عورت کا عیب ہے البتہ امیر المؤمنین علیہ السلام کا یہ جملہ ایک مخصوص عورت کی طرف اشارہ ہے جس کی وجہ سے ہزاروں آدمی مارے گئے تھے۔

یہ توجیہہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ایک تو امیر المؤمنین علیہ السلام نے جمع کے صیغے استعمال کئے ہیں جو کہ عمومیت پر دلالت کرتے ہیں اور دوسرا یہ کہ یہی جملے رسول خدا ﷺ سے بھی مروی ہیں۔

بیان حقیقت

مذکورہ بالا روایات کیا عورتوں کی مذمت کر رہی ہیں یا کسی حقیقت کو بیان کر رہی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں عقل میں ناقص ہونا کوئی عیب ہے یا عورتوں کی خلقت کا لازمہ ہے اور انسان کی معاشرتی زندگی کے لئے ضروری ہے۔

کائنات کے اس نظام میں مرد اور عورت کی مخصوص ذمہ داریاں ہیں۔ انہی مخصوص ذمہ داریوں کے پیش نظر خدا نے انہیں مخصوص قوتیں اور صفات عطا کی ہیں۔ اگر کسی کی قوت میں کوئی کمی ہے تو یہ عیب نہیں ہے بلکہ اس مخصوص ذمہ داری کا تقاضا ہے۔ دین و عقل کے لحاظ سے عورتوں میں نقص اور کمی ہے تو دوسری جہات کے لحاظ سے مردوں میں کمی ہے یعنی ایک پہلو سے عورت میں کمی ہے تو دوسرے پہلو سے مرد میں۔ اس نقص اور کمی کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور یوں انسانی نسل کا سلسلہ آگے بڑھتا ہے۔ مرد و عورت کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ نے فرق رکھا ہے مرد کو جہاں زیادہ جسمانی قوت سے نواز ہے وہیں عورت کو رحم دل بنا ہے۔ جہاں مرد کو اپنے جذبات پر قابو رکھ کر صحیح

فیصلہ کرنے کی صلاحیت وہی ہے وہیں عورت کو حیض حمل ولادت نفاس اور بچے کو دودھ پلانے کے مشکل مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔اس کے لئے عقل کی قوت اتنی موثر نہیں ہوتی جتنی رحم دلی اور جذبات کی قوت موثر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مرد وعورت میں تخلیقی، جسمانی اور عقلی فرق کی وجہ سے دونوں کے مسائل میں کسی حد تک فرق رکھا ہے۔ یقیناً دونوں میاں بیوی، بشر اور انسان ہونے کے ناطے برابر ہیں۔ دونوں کے ایک دوسرے پر حقوق ق ہیں۔ عقلی اور جذباتی فرق اس لئے ہے چونکہ مرد عورت کا محافظ اور نگران ہوتا ہے لہٰذا اس کے لئے عقلی اور جسمانی لحاظ سے مضبوط ہونا زیادہ ضروری ہے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کے ہر وجود کو اپنی حکمت کے تحت خلق کیا ہے۔ سورج، چاند، ہوا، بادل، زمین، ستارے اور انسان یہ تمام موجودات اپنی ذمہ داریوں کو انجام دیتے ہیں تو نظام کائنات چلتا ہے۔ چاند میں سورج کی صلاحیت کا نہ ہونا چاند کے ناقص ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ خود انسان کے وجود میں اس کے اعضاء صلاحیتوں اور قوتوں کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ انسانی حیات کے لئے ہر ایک کا مخصوص کردار ہے۔ اس کے لئے اس کی ایک مخصوص صفت ہوتی ہے۔ خدا نے آنکھ کو نرم اور ہڈیوں کو سخت بنایا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جو کام آنکھ نے کرنا ہے اس کے لئے نرمی ضروری ہے اور جو ہڈیوں نے کرنا ہے اس کے لئے سختی ضروری ہے۔ آنکھ میں دیکھنے کی صلاحیت رکھی ہے اور کان میں سننے کی۔ زبان میں بولنے کی صلاحیت رکھی ہے اور ناک میں سونگھنے کی۔ آنکھ کا نہ سننا اور کان کا نہ دیکھنا ان کے لئے عیب یا نقص نہیں ہے۔ اسی طرح باقی اعضاء میں بھی کسی دوسرے اعضاء والی صلاحیت کا نہ ہونا اس کے لئے نقص شمار نہیں ہوگی۔ بلکہ اپنی مخصوص قوت کا نہ ہونا عیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی اعضاء کو ان کی ذمہ داریوں کے لحاظ سے خلق کیا ہے۔ جب اعضاء اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں تو انسانی جسم کا مکمل نظام قائم رہتا ہے اور انسان زندہ رہتا ہے۔ معاشرتی نظام بھی اسی طرح ہے۔ معاشرے کا ہر فرد اپنی ذمہ داری ادا کرتا ہے تو معاشرہ قائم رہتا ہے۔ البتہ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر شخص کی ذمہ داری کے مطابق اس کے پاس صلاحیتیں ہوں۔ خدا نے اسی حکمت کے تحت مرد اور عورت کو قوت اور کمزوری عطا کی ہے تاکہ وہ باہم مل کر کام کر سکیں اور انہیں ایک دوسرے کی ضرورت محسوس ہوتی رہے۔ مرد نے چونکہ نگرانی اور سرپرستی جیسے امور انجام دینے ہوتے ہیں اس لئے جذبات اور رحمدلی کی نسبت عقلی قوت زیادہ کام کرتی ہے جبکہ عورت نے بچوں کی پرورش کرنا ہوتی ہے اسی لئے اس کی جذباتی اور رحمدلی کی قوت عقل کی نسبت زیادہ غالب رہتی ہے۔

رسول خدا ﷺ اور امیر المؤمنین علیہ السلام کا مذکورہ فرمان اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ اگر مراد نقص اور کمی ہوتی تو ہر مرد ہر عورت سے زیادہ عقل مند ہوتا۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی عورتیں بہت سے مردوں سے زیادہ عقلمند ہوتی ہیں۔

اسی طرح یہ سمجھ لینا بھی صحیح نہیں ہے کہ چونکہ وہ بعض ایام میں نماز نہیں پڑھتی یا روزہ نہیں رکھتی لہٰذا اس کا دین ناقص ہے۔ کیونکہ روزے کی تو بعد میں وہ قضا بجالاتی ہے۔ باقی رہی نماز کا نہ پڑھنا تو یہ اس کے دین کے ناقص ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ عین امر الٰہی کا امتثال ہے۔ لہٰذا اگر وہ اس حالت میں نماز پڑھے گی تو نافرمان کہلائے گی کیونکہ نماز میں طہارت شرط ہے دوسری طرف جب تک وہ حالت حیض میں ہے وضو یا غسل ممکن نہیں ہے اس لئے نماز نہیں پڑھ سکتی۔

نیز حالت حیض عورت کے لئے ایک تکلیف دہ عمل ہے اس وقت اس پر نقاہت اور سستی طاری رہتی ہے۔ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُواْ النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلاَ تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّهُ إِنَّ اللّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (5)

ترجمہ: "اے رسول یہ تم سے ایام حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو کہہ دو حیض ایک اذیت اور تکلیف ہے لہٰذا اس عرصے میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ جب وہ پاک ہو جائیں تو جس طرح سے خدا نے حکم دیا ہے اس طرح ان کے پاس جاؤ۔ یقیناً خدا توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ لوگوں سے محبت کرتا ہے۔"

یہ ان پر خدا کا خصوصی لطف و کرم ہے کہ اس تکلیف دہ حالت میں ان پر نماز و روزہ کو معاف کر دیا گیا ہے۔ امر الٰہی کے بجالانے کا نام ہی تو دین ہے۔ ماہ مبارک میں مسافر کے لئے سفر میں روزہ نہ رکھنا امر الٰہی کا امتثال ہے۔ اگر وہ روزہ رکھے گا تو حرام کا مرتکب ہوگا اور نافرمان کہلائے گا۔ تو کیا یہ اس کے دین کے ناقص ہونے کی دلیل ہے اسی طرح وہ افراد جو مالی طور پر کمزور ہیں جس کی وجہ سے زکات ادا نہیں کرتے۔ یا حج بجا نہیں لاتے تو کیا ان کا دین ناقص ہے؟ نہیں ان پر یہ چیزیں واجب ہی نہیں ہیں۔ البتہ ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ جس آدمی نے حج کیا ہے اور جس پر حج واجب نہیں تھا اور اس نے ادا نہیں کیا تو یہ اجر کے حساب سے برابر ہیں یقیناً جس نے حج کیا ہے وہ اجر عظیم کا مستحق ہوا ہے۔ جبکہ انجام دینے والا اس اجر سے محروم رہا ہے۔ اگرچہ گناہ گار نہیں ہے لیکن ثواب سے تو محروم ہے اس کا جواب بالکل واضح ہے۔ شریعت نے ایسی بہت سی نیکیاں قرار دی ہیں جن کا ثواب حج سے بھی زیادہ ہے۔ لہٰذا غریب آدمی یہ نیکی بجالائے اور حج کا ثواب حاصل کرلے۔ جیسا کہ یہ روایت ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

مامن ولد بار ینظرالیٰ والدیہ نظرۃ رحمۃ الاکان لہ بکل نظرۃ حجۃ مبرورۃ قالوا یا رسول اللہ وان نظر کل یوم مائۃ مرۃ قال نعم اللہ اکبر واطیب۔ (6)

جو بھی نیک اولاد اپنے والدین کی طرف رحمت بھری نظر دیکھتی ہے اسے ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔ اب نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر وہ ہر روز سو دفعہ دیکھے تو فرمایا ہاں اللہ بہت بڑا اور پاکیزہ ہے۔

ایک اور روایت ہے امام صادق علیہ السلام نے اپنے صحابی مشمعل سے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو۔ انہوں نے کہا حج کرکے آرہا ہوں۔ فرمایا جانتے ہو حج کا کتنا ثواب ہے۔ عرض کیا آپ بتائیں۔ فرمایا جب انسان بیت اللہ کا طواف کرتا ہے اور دو رکعت نماز طواف پڑھتا ہے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے تو خدا اس کے نامہ اعمال میں چھ ہزار نیکیاں درج کرتا ہے۔ چھ ہزار گناہ معاف کردیتا ہے۔ اس کے چھ ہزار درجات بلند کردیتا ہے۔ دنیا میں اس کی چھ ہزار حاجات پوری کرتا ہے اور چھ ہزار آخرت میں پوری کرے گا۔ کہا مولا میں آپ پر قربان جاؤں یہ تو بہت زیادہ ہے۔ فرمایا ایک عمل ہے اس کا ثواب اس سے بھی زیادہ ہے عرض کیا مولا کون سا؟ فرمایا مومن کی حاجت کو پورا کرنا دس حج سے بھی زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ (7)

اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ایسے امور ہیں جنہیں انجام دے کر زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرسکتی ہیں۔

امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

کتب اللہ الجھاد علی الرجال والنساء فجھاد الرجل بذل مالہ ونفسہ حتی یقتل فی سبیل اللہ وجھاد المرأۃ ان تصبرعلی ماتری من اذی زوجھا وغیرتہ وفی حدیث آخر جھاد المرأۃ حسن التبعل۔ (8)

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں پر جہاد واجب قرار دیا ہے۔ مرد کا جہاد راہ خدا میں مال اور نفس کا خرچ کرنا ہے یہاں تک کہ شہید ہوجائے۔ عورت کا جہاد مرد کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر کرنا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ عورت کا جہاد شوہر کی اطاعت کرنا ہے۔

دینی شخصیات کے حوالے سے سوالات کے سلسلے میں ایک سوال یہ ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے متعلق بعض روایات میں آپ کو محدثہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں محدثہ کے معنیٰ اور مفہوم کے بارے سوال ہے کہ اس سے کیا مراد ہے؟

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ سردار انبیاء حبیب کبریا علتِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہیں۔ ھی ثمرۃ فؤادی وھی روحی التی بین جنبی۔ وہ میرے دل کا میوہ ہے اور میری وہ روح ہے جو میرے سینے میں ہے۔ روایات کے مطابق اللہ کے نزدیک آپؑ کے نو نام ہیں۔ ان میں سے ایک محدثہ بھی ہے۔ آپ کو محدثہ اس لئے کہتے ہیں چونکہ فرشتے آپ سے ہمکلام ہوتے تھے۔ خدا کے مقرب فرشتوں کا آپ کے ساتھ ہمکلام ہونا آپ کی خصوصیات میں سے ہے یہی خصوصیت آپ کو محدثہ کہنے کی وجہ بنی۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

انما سمیت فاطمہ علیہ السلام محدثۃ لان الملائکۃ کانت تھبط من السماء فتنا دیھا کما تنا دی مریم بنت عمران فتقول- یا فاطمۃ اللہ ،

اصطفاك و طھرك و اصطفاك- علی نساء العالمین یا فاطمۃ اقنتی لربك و اسجدی و ارکعی مع الراکعین فتحدثھم و یحدثونھا-(9)

حضرت فاطمہؑ کو محدثہ اس لئے کہتے ہیں چونکہ ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے تھے اور آپ کو اسی طرح مخاطب کرتے تھے جس طرح مریم بنت عمران کو مخاطب کیا کرتے تھے۔ کہتے تھے۔ اے فاطمہؑ اللہ نے آپ کو منتخب کیا ہے۔ پاکیزہ قرار دیا ہے اور تمام خواتین پر فضیلت دی ہے۔ اے فاطمہؑ اپنے رب کی اطاعت کرو اور سجدہ کرتی رہو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ وہ ان سے باتیں کرتی تھیں اور وہ آپ سے باتیں کرتے تھے۔

بعض افراد یہ سمجھتے ہیں کہ غیر نبی کے پاس ملائکہ نہیں آتے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ حضرت مریم نبی نہیں تھیں جبکہ ان کے پاس ملائکہ آتے تھے۔

"وَإِذْ قَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ" (10)

ترجمہ: "اور جب ملائکہ نے کہا اے مریم یقیناً خدا نے تمہیں چن لیا ہے اور تمہیں پاکیزہ بنایا ہے اور تمہیں دنیا کی تمام خواتین پر برگزیدہ کیا ہے۔"

اسی طرح حضرت سارہؑ سے بھی ملائکہ نے گفتگو کی تھی۔ جب ملائکہ نے حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کی بشارت دی تو حضرت سارہؑ مسکرا دیں۔ قرآن کریم اس واقعہ کو یوں نقل کرتا ہے۔

"وَامْرَأَتُهُ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَقَ وَمِن وَرَاءِ إِسْحَقَ يَعْقُوبَo قَالَتْ يَا وَيْلَتَى أَأَلِدُ وَأَنَاْ عَجُوزٌ وَهَـذَا بَعْلِي شَيْخًا إِنَّ هَـذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌo قَالُواْ أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللّهِ رَحْمَتُ اللّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ"

ترجمہ: "اور ابراہیمؑ کی زوجہ کھڑی تھیں پس وہ ہنس پڑیں تو ہم نے انہیں اسحاقؑ کی اور ان کے بعد یعقوب کی بشارت دی تو انہوں نے کہا: ہائے مصیبت اب میرے ہاں بچہ ہوگا جبکہ میں بوڑھی ہوں اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا تمہیں اللہ کے فیصلے پر تعجب ہے۔ تم اہل بیتؑ پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہیں۔ یقیناً اللہ قابل ستائش اور بڑی عظمت والا ہے۔"

قرآن کے علاوہ احادیث میں بھی ایسے شواہد موجود ہی کہ انبیاءؑ کے علاوہ بھی بہت سے نیک افراد گزرے ہیں جن سے ملائکہ گفتگو کرتے تھے۔ امام بخاری نے صحیح البخاری میں اس روایت کو نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں۔

لقد کان فمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء-(11)

تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کئی ایسے افراد تھے جو ملائکہ سے گفتگو کرتے تھے حالانکہ وہ نبی نہیں تھے۔

اگر گزشتہ امتوں کے بعض نیک افراد ملائکہ سے گفتگو کر سکتے ہیں تو جناب فاطمہؑ کیوں نہیں کر سکتیں۔ جبکہ آپؑ حضرت مریمؑ سے بھی افضل ہیں۔ رسول خدا ﷺ جناب فاطمہؑ کے متعلق فرماتے ہیں:

فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ-(12)

فاطمہ جنتی خواتین کی سردار ہیں۔

عمران بن حصین کے متعلق راویوں نے لکھا ہے:

ان الملائکۃ کانت مصافح عمران بن حصین-

یقیناً ملائکہ عمران بن حصین سے مصافحہ کرتے تھے۔(13)

کتب احادیث میں متعدد روایات موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملائکہ جناب فاطمہؑ کے پاس آتے تھے۔ آپؑ سے گفتگو کرتے تھے۔ ماضی، حال اور مستقبل کی باتیں بتاتے تھے۔ انہی کلمات کے مجموعہ کا نام مصحف فاطمہؑ ہے۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں:

ان الله تعالیٰ لما قبض نبیه صلی الله علیه و آله دخل علی فاطمه علیها السلام من وفاته من الحزن مالایعلمه الا الله عزوجل فارسل الله الیها ملکا یسلی غمها ویحدثها فشکت ذلك الی امیرالمؤمنین علیه السلام فقال اذا حسست بذلك وسمعت الصوت قولی لی فاعلمته بذلك فجعل امیرالمؤمین علیه السلام یکتب کلما سمع حتی اثبت من ذلك مصحفا قال ثم قال اما انه لیس فیه شی من الحلال و الحرام ولکن فیه علم مایکون۔ (14)

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اپنے پاس بلالیا تو جناب فاطمہؑ اس قدر غمگین ہوئیں کہ اللہ کے علاوہ ان کے غم کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔ پس خدا نے ان کے پاس ایک فرشتے کو بھیجا جو اپ کو تسلی دیتا تھا اور آپ سے باتیں کرتا تھا۔ آپ نے یہی بات امیر المؤمنینؑ کو بتائی تو انہوں نے نے کہا اب جب تم اسے محسوس کرو تو مجھے بتانا۔ اس کے بعد جب بھی وہ فرشتہ حضرت فاطمہؑ کے پاس آتا اور جو کچھ بتاتا آپ اسے لکھتے جاتے یہاں تک کہ وہ مصحف کی شکل میں مرتب ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اس میں حلال وحرام کے متعلق کچھ نہیں ہے بلکہ آئندہ ہونے والے واقعات تحریر ہیں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

عندی مصحف فاطمة لیس فیه شی من القرآن (15)

میرے پاس مصحف فاطمہؑ ہے اس میں قرآن کی کوئی آیت نہیں ہے۔

یعنی قرآن سے ہٹ کر ایک کتاب ہے جس میں مستقبل کی باتیں اور واقعات موجود ہیں۔

حضرت فاطمہؑ عالم انسانیت کے لئے اُسوہ اور نمونہ عمل ہیں۔ امام زمانہؑ فرماتے ہیں:

وفی ابنة رسول اللهﷺ لی اسوة حسنة (16)

رسول خداﷺ کی بیٹی میرے لئے نمونہ عمل ہیں۔

اسی طرح امام حسن عسکریؑ فرماتے ہیں:

نحن حجج الله علی الخلائق و امنا فاطمة حجة الله علینا (17)

ہم مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں اور ہماری جد فاطمہؑ ہم پر حجت ہیں۔

یہاں یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ ایک خاتون خواتین کے لئے تو اُسوہ اور نمونہ عمل ہو سکتی ہے مردوں کے لئے کیسے ہو سکتی ہے اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اگر مرد خواتین کے لئے نمونہ عمل ہو سکتا ہے تو عورت بھی مرد کے لئے نمونہ عمل ہو سکتی ہے۔ رسول خداﷺ مرد ہیں اور آپﷺ کے متعلق خدا فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيرًا (18)

یقینا تمہارے لئے رسول اللہ (کی ذات) میں بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔

عورت اور مرد بہت سے افعال اور اعمال میں ایک جیسے ہیں۔ چند مخصوص ذمہ داریاں ہیں جن میں وہ ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ مثلا بیوی ہونے کی حیثیت سے عورت کی الگ ذمہ داریاں ہیں اور شوہر ہونے کی حیثیت سے مرد کی ذمہ داریاں الگ ہیں۔ وگرنہ انسان ہونے کے لحاظ سے بہت سی چیزوں میں ایک جیسے ہیں۔ مثلا عقیدے کے لحاظ سے ایک جیسے ہیں۔ خدا، رسول، قیامت، امامت وغیرہ پر جس طرح مرد کے لئے ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح عورت کے لئے بھی ضروری ہے۔ عبادات میں جس طرح مرد پر نماز، روز، حج، زکوت اور خمس وغیرہ واجب ہیں اسی طرح عورت پر بھی واجب ہیں۔ لہٰذا جو بھی بہترین عبادت کرے وہ دوسرے کے لئے نمونہ عمل ہو سکتا ہے۔ مرد کی عبادت عورت کے لئے نمونہ ہو سکتی ہے اور عورت کی عبادت مرد کے لئے نمونہ عمل ہو سکتی ہے۔ اسی طرح اخلاقی پہلوؤں کے لحاظ سے بھی ایک

دوسرے کے لئے نمونہ عمل ہو سکتے ہیں۔ جود وسخاوت، حلم وبردباری، علم ودانش، شجاعت وبہادری اور معاشرتی امور اور مصائب اور تکالیف پر صبر یہ سب ایسی چیزیں اور صفات ہیں جن میں کوئی بھی دوسرے کے لئے نمونہ ہو سکتا ہے۔
جب ہم حضرت فاطمہؑ کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ ان امور میں رسول خداﷺ کے بعد سب سے آگے نظر آتی ہیں۔ ان کے عقیدہ توحید پر غور کریں، عقیدہ قیامت پر غور کریں، عقیدہ نبوت وامامت پر غور کریں۔ ان کی عبادت کو دیکھیں۔ اخلاقی صفات کو دیکھیں تو ان سب میں ہمیں وہ انسانیت کے لئے نمونہ عمل نظر آتی ہیں۔ انہوں نے ہمیں اپنے اقوال اور اعمال کے ذریعے بنایا ہے کہ توحید، نبوت ولایت اور قیامت پر ایمان کیسا ہونا چاہئے۔ عبادت کس طرح کرنی ہے، سخاوت کیسے کرنی ہے۔ جہاد میں اپنی ذمہ داری کیسے نبھانی ہے اپنے حقوق کیسے ادا کرنے ہیں۔ مصائب اور تکالیف پر صبر کیسے کرنا ہے۔ ماں ہے تو بچوں کی پرورش کیسے کرنی ہے۔ بیٹی ہے تو والدین کے حقوق کیسے ادا کرنے ہیں۔ بیوی ہے تو شوہر کے حقوق کیسے ادا کرنے ہیں۔ گھر کے باہر کیا کرنا ہے اور گھر کا اندر کیا کرنا ہے۔ یہ سب کچھ آپؑ کی سیرت میں موجود ہیں۔ تاریخ اور سیرت کی کتب اس کی گواہی دیتی ہیں۔ لہٰذا اس شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ فاطمہؑ خاتون ہونے کی وجہ سے مردوں کے لئے نمونہ عمل کیسے ہو سکتی ہیں۔
حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ایک مشہور لقب بتول بھی ہے۔ بتول کے لغوی معنی کسی شئے کا غیر سے جدا ہونے کے ہیں یعنی جو دوسروں سے منفرد ہو۔ ابن فارسی زکریا اپنی مشہور کتاب معجم مقائیس اللغۃ میں لکھتے ہیں: الباء والتاء واللام اصل واحد یدل علی ابانۃ الشئی من غیرہ۔ ومنہ یقال لمریم العذراء البتول لانھا انفردت فلم یکن لھا زوج۔ (19)
باء تا اور لام کا بنیادی معنی ایک ہی ہے۔ یہ اس شئی پر بولا جاتا ہے جو غیر سے جدا ہو۔ اسی لئے جناب مریم عذرا کو بتول کہتے ہیں چونکہ وہ منفرد تھیں۔ ان کا کوئی شوہر نہیں تھا۔
یہ انفرادیت مختلف لحاظ سے ہو سکتی ہے۔ دین کے لحاظ سے، حسب ونسب کے لحاظ سے فضیلت کے لحاظ سے۔ ابن اثیر جناب فاطمہؑ کو بتول کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:
سمیت فاطمۃ البتول لانقطاعھا عن نساء زمانھا فضلا ودینا وحسبا وقیل لانقطاعھا عن الدنیا الی اللہ تعالیٰ۔ (20)
حضرت فاطمہؑ کو بتول اس لئے کہتے ہیں چونکہ آپؑ فضیلت دین اور حسب کے لحاظ سے اپنے زمانے کی خواتین سے منفرد تھیں اور یہ بھی کہا گیا ہے چونکہ آپؑ اللہ تعالیٰ کی خاطر دنیا سے الگ رہتی تھیں۔ اس لئے آپؑ کو بتول کہا جاتا ہے۔
جب رسول خداﷺ سے پوچھا گیا کہ بتول کسے کہتے؟ چونکہ ہم نے آپ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مریمؑ بھی بتول ہیں اور فاطمہؑ بھی بتول ہیں۔ تو جواب میں آپؐ نے فرمایا:
البتول التی لم ترحمرۃ قط ای الم تحض (21)
بتول وہ ہے جس نے کبھی خون نہ دیکھا ہو یعنی جسے حیض نہ آتا ہو۔
لہٰذا ممکن ہے ان سب وجوہات کی بناء پر آپؑ کو بتول کہا جاتا ہو۔

*****

حوالہ جات

1۔ نجم: ۴۵

2۔احزاب۔ ۳۵

3۔ شیخ صدوق، من لایحضرہ الفقیہ، ج: ۳، ص۳۹۱، ح۴۳۷۵۔ احمد بن حنبل، مسند احمد، ج: ۲، ص ۳۷۳

4۔ تفسیر المنسوب الی الامام العسکریؑ، ص۶۵۹، وسائل الشیعہ۔ح: ۲۷، ص ۲۷۲

5۔بقرہ: ۲۲۲

6۔ مجلسی بحار الانوار ج۷۱، ص۸۰، شیخ طوسی، الامالی ص۳۰۷، متقی ہندی، کنزالعمال، ج ۱۲، ص۴۷۷، ح۳۵۵۴۴

7۔ شیخ صدوق، الامالی ص ۵۸۲، ح۸۰۲

8۔ شیخ کلینی، الکافی، ج۵، ص۹

9۔ شیخ صدوق، علل الشرائع، ج۱، ص ۲۸۲، ابن جریر طبرسی دلائل الامامۃ ص۸۱

10۔آل عمران: ۴۲

11۔ صحیح بخاری ج۴، ص۲۰

12۔بخاری، صحیح بخاری، ج۴، ص۲۱۹

13۔ محمد بن سعد۔ طبقات الکبریٰ، ج۴، ص۲۱۹

14۔ شیخ کلینی، الکافی، ج۱، ص۲۴۰

15۔ محمد بن الحسن الصفار، بصائر الدرجات ص ۱۷۴

16۔ شیخ طوسی، الغیبۃ ص۲۸۶

17 ۔ فاضل مسعودی، الاسرار الفاطمیۃ، ص17

18۔احزاب: 21

19۔ معجم مقاییس اللغۃ ج1 ص196

20۔النھایۃ فی غریب الحدیث، ج1، ص94

21۔ شیخ صدوق، علل الشرائع، ج1، ص181